بسم اللہ الرحمن الرحیم

كتاب الوعظ والتذكير

سلسلہ اصلاحی بیانات: (۶۰)

اِیمان کی مٹھاس

خطاب:

حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصورپوری

اُستاذ حدیث وفقہ دار العلوم دیوبند

جمع وضبط:

(مفتی) عبد الرحمٰن قاسمی بنگلوری

ناشر

المركز العلمي للنشر والتحقيق

لال باغ مرادآباد

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
وَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ. [الذّٰریٰت: ۵۵]

کتاب الوعظ والتذکیر

سلسلہ اِصلاحی بیانات: (٦٠)

- موضوعِ خطاب : اِیمان کی مٹھاس
- خطاب : حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری
- مقام : درسِ بخاری شریف دار العلوم توکلیہ رینگا سلہٹ بنگلہ دیش
- تاریخ : ۱۹؍ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ١٦؍اکتوبر ۲۰۲۲ء بروز اتوار
- دورانیہ : ۲۱؍منٹ تقریباً
- جمع وضبط : (مفتی) عبدالرحمٰن قاسمی بنگلوری

- آڈیو بیانات سننے کے لئے درج ذیل لنک ملاحظہ کریں:

www.youtube.com/c/ALTAZKEER
www.attablig.com/MUFTI-SALMAN

الـحـمـد لـلّٰه نحمدهٗ ونستعينهٗ ونستغفرهٗ ونؤمن بهٖ ونتوكّل عليه، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل لهٗ، ومن يضلل فـلا هـادي لـهٗ، ونشهـد أن لا إلٰـه إلا الـلّٰه وحده لا شريک لهٗ، ونشهد أن سيدنا وحبيبنا وسندنا وشفيعنا وإمامنا ومولانا محمدًا عبده ورسوله، صلى الله تبارک وتعالىٰ عليه وعلىٰ آلهٖ وأصحابهٖ وذرياتهٖ وبارک وسلَّم تسليمًا كثيرًا كثيرًا، أما بعد:

فَإِنَّ أَصْـدَقَ الْـحَـدِيْـثِ كِتَـابُ اللّٰهِ، وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُـحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَخَيْرَ الْأُمُوْرِ عَوَازِمَهَا وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُـلَّ مُـحْـدَثَةٍ بِـدْعَةٌ، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَبِالسَّنَدِ الْمُتَّصِلِ مِنَّا إِلَى الشَّيْخِ الْإِمَامِ الْهُـمَـامِ الْـحَـافِـظِ الْـحُـجَّةِ أَمِيـرِ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الْحَدِيْثِ، أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ ابْنِ إِسْـمَـاعِيْـلَ ابْـنِ إِبْـرَاهِيْمَ ابْنِ بَرْدِزْبَةَ الْجُعْفِيِّ الْبُخَارِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالىٰ

وَنَفَعْنَا بِعُلُوْمِهٖ وَعُلُوْمِهِمْ آمِيْنَ. أَنَّهٗ قَالَ بَابُ حَلَاوَةِ الْإِيْمَانِ. وَبِهٖ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْـنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيْـمَـانِ أَنْ يَـكُـوْنَ الـلّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْـمَـرْءَ لَا يُحِبُّهٗ إِلَّا لِلّٰهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ.

(صحيح البخاري / كتاب الإيمان رقم: ١٦)

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ اِس کتاب کی ترتیب میں یہ ہے کہ ایک عنوان قائم کرتے ہیں جس کو ''ترجمۃ الباب'' کہا جاتا ہے اور پھر اُس کی دلیل کے طور پر اُس باب میں اپنی شرائط کے مطابق صحیح ترین حدیث ذکر فرماتے ہیں۔

چناں چہ اِس باب میں بھی یہی طریقہ اپنایا گیا ہے کہ اَولاً عنوان قائم کیا گیا ''بَـــــابُ حَلَاوَةِ الْإِيْمَانِ'' (یعنی اِیمان کی مٹھاس اور چاشنی کا باب)

اور یہ باب قائم کرکے یہ بتلانا مقصود ہے کہ جس طرح ظاہری طور پر کسی میٹھی چیز کی مٹھاس آدمی زبان سے محسوس کرتا ہے، اِسی طرح معنوی چیزوں کی بھی ایک مٹھاس ہوتی ہے، جس کو دل محسوس کرتا ہے، یہاں اِسی طرح کی مٹھاس مراد ہے۔

اور اِس میں ایک تشبیہ یہ بھی ہے کہ عام طور پر آدمی کی طبیعت میٹھی چیزوں کی طرف راغب ہوتی ہے اور وہ اُسے پسند آتی ہے۔ اِسی طرح مؤمن کی طبیعت جب اِیمان کی طرف پوری طرح راغب ہوجائے تو اُس کو اِن اَلفاظ میں تعبیر کیا جاتا ہے کہ اُسے اِیمان کی حلاوت اور چاشنی نصیب ہوگئی ہے۔

اور آدمی جس چیز کو پسند کرتا ہے اُس کے لئے ہر طرح کی قربانی دینے کو تیار ہوجاتا ہے، پس اِیمان کی حلاوت اور چاشنی جس آدمی کے دل میں بیٹھ جاتی ہے، تو اَب دنیا اِدھر سے اُدھر ہوجائے؛ مگر اِیمان اُس کے دل سے نہیں نکل سکتا، یہی اِیمانی رسوخ اللہ تعالیٰ کو پسند اور منظور ومطلوب ہے۔

راوی حدیث سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ

اور حسنِ اتفاق یہ ہے کہ اِس روایت کے راوی سیدنا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بڑے ہی چہیتے صحابی ہیں، اُن کی والدہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا ابتدائی دور میں دولت اسلام سے مشرف ہونے والی انتہائی باکمال انصاری صحابیات میں شامل ہیں۔ سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ کے والد (مالک بن النضر جو اِسلام لائے بغیر مقتول ہوئے) کے بعد اُنہوں نے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے نکاح فرمایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس پورے گھرانے سے خصوصی تعلق تھا۔

سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے، اُس وقت گھر میں صرف میں، میری والدہ حضرت اُم سلیم اور میری خالہ حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہما موجود تھے (اور اُس دن آپ کا روزہ تھا) تو حضرت نے اِرشاد فرمایا کہ ''آؤ میں تمہیں نماز پڑھاؤں!''؛ حالاں کہ اُس وقت کسی فرض نماز کا وقت نہ تھا، پھر آپ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور صف کی ترتیب یہ تھی کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دائیں جانب حضرت انسؓ تھے اور پچھلی صف میں حضرت اُم سلیم اور حضرت اُم حرام رضی اللہ عنہما تھیں؛ چناں چہ آپ نے چٹائی پر نفل نماز پڑھائی اور نماز سے فراغت کے بعد ہم سبھی گھر والوں کے لئے دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی سے متعلق دعا فرمائی، تو میری والدہ حضرت اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ''میرے پاس ایک خاص عطیہ اور سرمایہ ہے، جس سے میری مراد آپ کا چھوٹا سا خادم انس ہے، آپ اُس کے لئے خصوصی طور پر دعا فرمایئے!'' تو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُس وقت پیغمبر علیہ السلام نے میرے لئے دنیا اور آخرت کی جتنی بھی بھلائیاں ہوسکتی تھیں اُن سب کے بارے میں دعا فرمائی، اور اخیر میں یہ دعائیہ کلمات اِرشاد فرمائے: ''**اَللّٰھُمَّ أَکْثِرْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ وَبَارِکْ لَہٗ فِیْہِ**''. (صحیح مسلم / کتاب المساجد رقم: ٦٦٠) (اے اللہ! انس کے مال اور اَولاد میں کثرت فرمایئے اور برکت سے نوازئے)

اِس دعاءِ نبوی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اَولاد اور مال میں بے مثال برکت عطا فرمائی۔ مشہور ہے کہ آپ کی حیات ہی میں آپ کی باحیات ذریت کی تعداد سو سے متجاوز تھی، اور آپ کے ایک باغ میں سال میں دو مرتبہ پھل آتے تھے۔ (واللہ اعلم)

ایک روایت میں سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے مشک وعنبر یا کوئی اور چیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن کی خوشبو سے زیادہ بہترین نہیں سونگھی اور میں نے پیغمبر علیہ السلام کے بدن کو ریشم سے زیادہ نرم پایا'' تو یہ سن کر آپ کے شاگرد حضرت ثابت نے عرض کیا کہ ''آپ کی نظر میں تو گویا ہر وقت پیغمبر علیہ السلام کا سراپا رہتا ہوگا، اور حضور کی آواز آپ کے کانوں میں گونجتی ہوگی؟'' تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''جی ہاں! قسم بخدا مجھے اِس بات کی پوری اُمید ہے کہ قیامت کے دن جب میری پیغمبر علیہ السلام سے ملاقات ہوگی تو میں یہ عرض کروں گا کہ اے اللہ کے رسول! میں وہی آپ کا چھوٹا سا خادم ہوں''۔

پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''مجھے مدینہ منورہ میں بچپن کی حالت میں ۱۰؍ سال تک پیغمبر علیہ السلام کی خدمت کی سعادت حاصل ہوئی، اور ظاہر ہے کہ میرا ہر کام حضور اکرم علیہ السلام کی منشاء کے مطابق نہ ہوا ہوگا؛ لیکن آپ نے اِس پورے عرصہ میں کبھی بھی مجھے اُف تک نہیں فرمایا اور نہ یہ کہا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا؟ اور نہ یہ فرمایا کہ یہ کام کیوں نہیں کیا''۔ (مسند الامام احمد بن حنبل/ مسند انس بن مالک رقم: ۱۳۳۱۷)

بخاری شریف وغیرہ میں سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِرشاد فرمایا کہ: ''ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ''. (صحيح البخاري / كتاب الإيمان رقم: ١٦) (یعنی جس شخص میں تین باتیں پائی جائیں گی وہ ایمان کی چاشنی محسوس کرے گا)

یعنی جس طرح ایک انسان میٹھی چیز کا ذائقہ محسوس کرتا ہے، اِسی طرح اُس کا دل اِیمانی حلاوت کو محسوس کرے گا۔

اِیمانی حلاوت کامفہوم

شارح بخاری علامہ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اِس تشبیہ میں ایک بیمار اور تندرست شخص کی مثال دینا مقصود ہے، یعنی جس طرح بیمار شخص شہد کے ذائقہ کو بھی کڑوا سمجھتا ہے؛ جب کہ تندرست شخص ہر چیز کے حقیقی ذائقہ کو بخوبی محسوس کرسکتا ہے۔ اِسی لئے جو اِنسان اِیمان کے اعتبار سے جتنا صحت مند ہوگا اُتنا ہی اِیمانی حلاوت کو محسوس کرے گا۔ اور جو اِیمان کے اعتبار سے بیمار ہوگا اُسے اِیمانی حلاوت محسوس نہ ہوگی؛ بلکہ وہ طاعات سے بے رغبت ہوگا۔

اور اِیمان کو حلاوت سے تشبیہ کی ایک وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اِیمان کو ایک درخت سے تشبیہ دی ہے، جس کی جڑ کلمہ اِخلاص ہے اور اُس کی ٹہنیاں اَوامر شریعت کا اتباع اور منہیات سے اجتناب ہے۔ اور اُس کے پتے وہ نیک اِرادے ہیں جن کا مؤمن قصد کرتا ہے۔ اور اُس کے پھل نیک اَعمال ہیں۔ اور پھلوں کے اندر مٹھاس پکنے کے بعد آتی ہے، تو جتنا پھل پکتا جائے گا اُتنی ہی مٹھاس بڑھتی جائے گی۔ اِسی طرح اِیمان جتنا پختہ ہوتا جائے گا اُسی اعتبار سے اُس کی مٹھاس کا احساس بھی بڑھتا چلا جائے گا۔ (مستفاد: فتح الباری شرح صحیح البخاری/ کتاب الایمان حدیث:۱۶)

اور اِیمانی حلاوت کی علامت اِس طرح ظاہر ہوگی کہ نیک اعمال میں مؤمن کو ایک خاص قسم کی لذت ملے گی، اُسے نماز پڑھنے سے دلی سکون نصیب ہوگا، اُس پر نماز بوجھ نہ ہوگی۔ اِسی طرح قرآنِ کریم پڑھنے اور ذکر وغیرہ کرنے میں جی لگے گا۔ اِسی وجہ سے بعض شارحین نے "حَلَاوَةُ الإِيْمَانِ" کی تشریح "اِسْتِلْذَاذُ الطَّاعَاتِ" (نیکیوں کو لذیذ سمجھنا) سے کی ہے۔

اِس کے برخلاف اگر دل میں اِیمان کی چاشنی نہ ہو تو طاعات بوجھ محسوس ہوں گی، نماز اور ذکر وغیرہ میں جی نہیں لگے گا؛ جیسا کہ قرآنِ کریم میں منافقوں کا حال بیان کیا گیا ہے کہ: ﴿وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى، يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا﴾ [النساء، جزء آیت: ۱٤۲] (یعنی وہ لوگ اگر نماز پڑھتے بھی ہیں تو بہت سستی اور بوجھل دل کے ساتھ محض دکھاوے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور اللہ کا ذکر بہت تھوڑا سا کرتے ہیں)

اِس لئے کہ اُن منافقین کے دل میں اِیمان کی حلاوت نہیں ہے، اگر ایمان کی مٹھاس ہوتی تو وہ کبھی بھی نماز میں سستی نہ کرتے؛ بلکہ جب تک اَدا نہ کرلیتے اُن کا دل بے چین رہتا؛ جیسا کہ سچے اہل اِیمان کا حال ہوتا ہے۔

اللہ اور اُس کے رسول کی محبت

اب جو اِس حدیث میں حلاوت اِیمانی کی تین علامتیں بتائی گئی ہیں، اُن میں سے پہلی بات یہ ہے کہ: ”أَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا“ (یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک ذات اُس شخص کے دل میں سب سے زیادہ محبوب ہوجائے)

گویا کہ ساری کائنات کی محبتیں ایک طرف اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول سے محبت ایک طرف، جب ایسی محبت دل میں پیدا ہوجائے گی تو اُس کے اندر ایمان کی چاشنی راسخ ہوجائے گی۔

علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں محبت سے مراد عقلی محبت ہے، یعنی عقل سلیم اِس بات کی متقاضی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول سے سچی محبت کی جائے؛ اگرچہ خواہش نفس اُس کے خلاف ہو؛ کیوں کہ جب آدمی گہرائی سے غور کرے گا تو اُسے اندازہ ہوگا کہ شارع حقیقی کی ہر ہدایت اور ہر حکم میں ہمارے لئے فی الحال یا فی المآل اصلاح وفلاح مضمر ہے، تو جب یہ بات ذہن میں بیٹھے گی تو آدمی کی ذاتی خواہش حکم شریعت کے تابع ہوجائے گی، اور پھر رفتہ رفتہ احکام شرع کی تعمیل میں لطف آنے لگے گا، اِسی کو حدیث بالا میں اِیمانی حلاوت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (تلخیص فتح الباری حدیث:۱۶)

اور علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں اِنسان جب کسی سے محبت کرتا ہے تو اُس کے چند اَسباب ہوتے ہیں، جن میں سے ایک سبب ظاہری طور پر موجب لذت باتیں ہیں، جیسے صورت یا آواز کا خوب صورت اور دل کش ہونا۔ اور دوسرا سبب باطنی اور معنوی خوبیوں اور کمالات کا ہونا ہے؛ چناں چہ اِسی بنیاد پر علماء، صالحین اور اہل اللہ سے محبت کی جاتی ہے۔ اور ایک تیسرا سبب کسی کی جانب سے احسان کا صادر ہونا اور مشکل وقت میں کام آنا بھی ہے۔ اور محبت کے یہ

سب اَسباب حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ میں اور ثانیاً سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جامعیت کے ساتھ پائے جاتے ہیں، اِس لئے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ محبت کرنا اِسلام کے واجبات میں سے ہے۔ (ملخص: نووی علی مسلم/کتاب الایمان حدیث:۴۳)

اللہ واسطے محبت

اُس کے بعد اِس حدیث میں آگے فرمایا: ''وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَايُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ'' (کہ آدمی کسی مسلمان بھائی سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے محبت رکھے)

یعنی اُن میں آپس میں نہ تو کوئی رشتہ داری ہے، نہ کاروباری تعلق ہے اور نہ کوئی اور سلسلہ ہے؛ بلکہ صرف اللہ واسطے کا تعلق ہے، تو یہ تعلق اِیمانی حلاوت کا مظہر ہے۔

قرآنِ کریم میں تمام اہل اِیمان کو آپس میں ایک دوسرے کا ولی اور دوست قرار دیا گیا ہے۔ اِرشادِ خداوندی ہے: ﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ﴾ [التوبة، جزء آيـــت: ۷۱] (یعنی تمام اِیمان والے مرد اور تمام اِیمان والی عورتیں آپس میں ایک دوسرے سے قرب رکھنے والے ہیں)

اور ایک حدیث میں وارد ہے کہ میدانِ حشر میں سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں جگہ عطا فرمائیں گے؛ گویا کہ اُن کے ساتھ اعزاز کا معاملہ کیا جائے گا، اور اُن سات میں ''وہ دو آدمی بھی ہیں جو آپس میں اللہ واسطے تعلق رکھتے ہوں، اُسی پر اکٹھے ہوں اور اُسی پر الگ ہوں''۔

(بخاری شریف، کتاب الاذان/ باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰۃ وفضل المساجد ۱/۹۱)

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دوسری حدیث میں اِرشاد فرمایا: ''عِبَادٌ لِلّٰهِ تُوْضَعُ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَيْسُوْا بِأَنْبِيَاءَ وَلاَ شُهَدَاءَ، يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ''. قَالُوْا: فَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: ''اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِي اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ''. (المعجم الكبير للطبراني ۲۹۰/۳ دار إحياء التراث العربي بيروت) (یعنی قیامت کے دن میدانِ حشر میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جن کے لئے نور کے منبر رکھے جائیں گے)

(ظاہر ہے کہ جب نور کے منبر پر ہوں گے تو وہ خود بھی چمک رہے ہوں گے، جیسا کہ لائٹ میں آدمی بیٹھ جائے تو ویسے ہی چمکنے لگتا ہے، تو لوگ اُنہیں دیکھ کر پہنچاننے کی کوشش کریں گے، اور یہ خیال کریں گے کہ یہ شاید انبیاء یا اَولیاء اللہ ہیں)

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منبر پر بیٹھنے والے یہ لوگ نہ تو انبیاء ہوں گے اور نہ شہداء ہوں گے؛ بلکہ اُنہیں دیکھ کر انبیاء اور شہداء بجائے خود رشک کریں گے۔

یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ: ''پھر یہ کون لوگ ہوں گے؟''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب مرحمت فرمایا کہ: **"هم الْمُتَحَابُّون فِيْ اللّٰهِ"**. یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو آپس میں صرف اللہ کے لئے محبت رکھتے تھے۔ اِسی پرخلوص محبت کی وجہ سے اُنہیں یہ بلند مرتبہ نصیب ہوگا۔

اور ایک حدیثِ قدسی میں یہ اَلفاظ بھی وارد ہیں: **"الْمُتَزَاوِرُوْنَ فِيَّ"** یعنی منبر پر بیٹھنے والے وہ لوگ ہوں گے جو اللہ واسطے ایک دوسرے سے ملنے جاتے تھے۔ (صحیح ابن حبان/ ترتیب ابن بلبان رقم الحدیث: ۵۷۶ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

گویا کہ وہ صرف مخلصانہ تعلق اور محبت کی بنیاد پر اللہ کی رضا کے لئے ایک دوسرے کی ملاقات کے واسطے سفر کرکے جاتے تھے۔

لہٰذا ہمیں بھی آپس میں مخلصانہ تعلقات کو فروغ دینا چاہئے؛ تاکہ آخرت میں سرخ روئی نصیب ہو۔

تو درج بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ اہل اِیمان کا آپس میں پرخلوص تعلق اِیمان کی بہت بڑی علامت ہے۔ اگر یہ تعلق عام ہوجائے اور ایک مؤمن دوسرے مؤمن کو محض اِیمان کی بنیاد پر عزیز سمجھے تو کتنے ہی آپسی جھگڑے اور فتنے ختم ہوسکتے ہیں اور اَمن وسکون، محبت اور ہم آہنگی کی فضا قائم ہوسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس گراں قدر دولت سے مالا مال فرمائیں، آمین۔

اِیمان سے دست برداری کسی صورت گوارا نہ ہو

اُس کے بعد اِیمانی حلاوت کی تیسری علامت یہ بیان کی گئی کہ: "وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ" (یعنی مؤمن ایمان کی دولت ملنے کے بعد کفر کی طرف لوٹنا اِسی طرح ناگوار سمجھے جیسے کوئی آدمی آگ میں گرنے کو ناپسند سمجھتا ہے)

ظاہر ہے کہ جب آدمی کے دل میں اِیمان کی قدر و قیمت پیدا ہو جائے گی تو وہ کبھی بھی اُس سے محرومی کو گوارا نہ کرے گا؛ کیوں کہ اُسے یقین ہو جائے گا کہ تمام تر دینی اور دنیوی کامیابی کا مدار ایمان پر ثابت قدم رہنے میں ہے؛ جب کہ کفر و شرک اور سرکشی کا انجام جہنم کے سوا کچھ نہیں ہے؛ لہٰذا کوئی بھی عقل مند شخص بالقصد جہنم میں جانے کے اسباب اختیار نہیں کرسکتا؛ بلکہ وہ ہر وقت جہنم سے ڈرتے ہوئے زندگی گذارے گا اور ایسے عقائد و اَعمال سے گریزاں رہے گا جو اُس کو جہنم کا مستحق بنا سکتے ہوں۔

آج کے دور میں جب کہ کم علمی اور زہرناک ماحول کی وجہ سے ذہنی اور فکری اِرتداد عام ہو رہا ہے، تو ضرورت ہے کہ مذکورہ حدیث کے پیغام کی اِشاعت کی جائے اور معاشرہ کے ہر چھوٹے بڑے فرد کی اِس انداز میں تربیت کی جائے کہ ہر شخص اِیمانی حلاوت کو محسوس کرے، دین کے لئے ہر قربانی دینے کو تیار ہو اور کفر و شرک کے جراثیم سے پوری طرح پرہیز کرنے والا ہو۔ بالخصوص شروع ہی سے بچوں اور بچیوں کے ذہن کو اِیمان کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کرنی چاہئے؛ تاکہ وہ مرتے دم تک اِیمان پر قائم رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کامل اِیمانی حلاوت سے نوازیں، اِسی پر زندگی اور اِسی پر موت عطا فرمائیں، آمین، ثم آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ